موجودہ جنگ میں برطانیہ کی کامیابی کیلئے دعا کی تحریک

از
سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

موجودہ جنگ میں برطانیہ کی کامیابی کیلئے دعا کی تحریک

(تقریر فرمودہ ۲۶ رمئی ۱۹۴۰ء بعد نماز عصر بمقام بیت اقصیٰ قادیان)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ہمارے بادشاہ کی طرف سے جو دعا کا اعلان ہؤا ہے اس کے مطابق ہمارے عہدہ داروں نے بھی آج دعا کا اعلان کیا ہؤا تھا اور اسی غرض کیلئے اس وقت احباب جمع ہیں۔ دنیا میں ہر ایک مذہب والا اپنے اپنے عقیدہ کے رُو سے کسی نہ کسی دن کو بابرکت سمجھتا ہے چونکہ انگلستان کی حکومت عیسائی ہے اس لئے اس کے نزدیک اتوار کا دن مبارک ہے اور اسی وجہ سے اس نے دعا کیلئے اس دن کا انتخاب کیا اور اعلان کر دیا کہ اس دن اُن کی کامیابی کیلئے دعا کی جائے اور ہم نے بھی تمام ایمپائر کے لوگوں کے ساتھ شمولیت اختیار کرنے کیلئے آج دعا کا اعلان کر دیا لیکن ہمارے مذہب میں دعا کی قبولیت کا دن جمعہ ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے جب کوئی بندہ دعا کرتا ہے تو وہ ضرور قبول کر لی جاتی ہے۔[1]

پس میرا منشاء ہے کہ ہم اس دعا کے حقیقی پہلو کو اس طرح پورا کریں کہ علاوہ آج کے دن دعا کرنے کے کسی جمعہ کو بھی حکومتِ برطانیہ کی کامیابی کیلئے دعا کر دیں شاید اس طرح وہ ساعت جو قبولیتِ دعا کیلئے مقرر ہے ہماری دعاؤں کے ساتھ مل جائے اور اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتائج پیدا کرے۔ پس گو ہم آج بھی جمع ہو گئے ہیں اور ہم دعا بھی کریں گے لیکن ہمارے مذہب نے جس دن کو مبارک اور تمام دنوں سے زیادہ پسندیدہ اور مقبول قرار دیا ہے ہماری حقیقی خدمت اور ہماری حقیقی ہمدردی اور خیر خواہی وہی ہوگی جب ہم اُس دن بھی ان کی کامیابی کیلئے دعا کریں گے۔ اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ آج برطانوی ایمپائر پر بلکہ برطانوی ایمپائر ہی کیا تمام دُنیا پر اور اُس

تمام مہذب نقطۂ نگاہ پر جو گزشتہ صدیوں کے اثرات کے نتیجہ میں پیدا ہؤا ہے نہایت خطرناک حملہ ہؤا ہے اور اس میں بھی کوئی شُبہ نہیں کہ یہ جنگ اگر اتحادیوں کے خلاف پڑے تو دنیا میں ایسے خطرناک تغیرات رونما ہو جائیں گے کہ نہ مذاہب کے لئے امن باقی رہے گا اور نہ قوموں کیلئے امن باقی رہے گا اور سینکڑوں سال کے لئے لوگ ویسی ہی غلامی اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے جیسے چوہڑے اور چمار ایک عرصۂ دراز تک آریوں کے غلام رہے ہیں اور اس میں بھی کوئی شُبہ نہیں کہ جہاں تک ظاہری حالات کا تعلق ہے اتحادیوں نے اپنی غفلت اور سُستی اور کبر اور خود پسندی کی وجہ سے اُن سامانوں کے جمع کرنے میں بہت ہی سُستی دکھائی ہے جن سامانوں کا جنگ کے لئے جمع کرنا ضروری تھا اور ان کی اس سُستی، غفلت اور مَیں کہوں گا کہ تکبر کا یہ ثبوت ہے کہ گزشتہ چھ ماہ ہمارے سیاستدان اس دعویٰ کے اعلان میں لگے رہے کہ ہمارے پاس سامان بہت ہے اور ہم جرمن کو بھوکا مار سکتے ہیں مگر آج حالات ایسا رنگ اختیار کر گئے ہیں کہ خود انگلستان بھوکا مرنے کے خطرہ میں گرفتار ہے مگر جرمن کیلئے بھوکا مرنے کا کوئی خطرہ نہیں۔ انہوں نے اپنے سامانوں پر گھمنڈ کیا اور بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقتوں سے فائدہ اُٹھاتے غفلت اور سُستی میں پڑے رہے بلکہ ہندوستان میں تو اب تک غفلت اور سُستی سے کام لیا جا رہا ہے۔ اچھا سپاہی دو سال میں تیار ہؤا کرتا ہے لیکن ابھی تک ہندوستان میں یہی سوچا جا رہا ہے کہ ہمیں اس جنگ کے مقابلہ کیلئے کیا کرنا چاہئے۔ حالانکہ وہ جس دن اپنی کوششوں کا آغاز کریں گے اس سے سال دو سال بعد انہیں اپنے ملک کی حفاظت کیلئے اچھے سپاہی مل سکیں گے اس سے پہلے نہیں۔ پس نہ معلوم وہ کس دن کا انتظار کر رہے ہیں۔ آیا اس دن کا جب دشمن ان پر حملہ کر دے گا اور کیا جس دن دشمن حملے کرے گا اس دن انہیں وہ تیاری کیلئے مُہلت بھی دے دے گا؟ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں پر کچھ ایسی غفلت طاری ہوگئی کہ یہ سامانِ جنگ تیار نہ کر سکے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو بتا دیا کہ محض دنیوی سامانوں پر بھروسہ انسان کے کام نہیں آ سکتا چنانچہ آج بڑے کیا اور چھوٹے کیا، بادشاہ کیا اور وزراء کیا سب کہہ رہے ہیں کہ دعائیں کرو کیونکہ دعاؤں کے بغیر کامیابی مشکل ہے۔ فرانس کے وزیراعظم نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فرانس کو اب معجزہ کے سوا کوئی چیز نہیں بچا سکتی۔ پھر انہوں نے کہا اگر یہی بات ہے تو میں معجزوں پر بھی ایمان رکھتا ہوں یعنی اگر یہی صورت ہو تب بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ فرانس کامیاب ہوگا۔ ہم کہتے ہیں بہت اچھا وہ یقین رکھیں اور معجزات پر ہر شخص کو یقین رکھنا

بھی چاہئے لیکن سوال یہ ہے کہ معجزے دیکھنے کیلئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف کسی قسم کی توجہ کی ضرورت ہؤا کرتی ہے۔ اگر وہ توجہ پیدا ہو جائے تو خدا تعالیٰ بے شک معجزے دکھا دیتا ہے لیکن اگر اس کی طرف توجہ پیدا نہ ہو تو معجزات بھی ظاہر نہیں ہوتے۔ مگر ان کی حالت یہ ہے کہ وہ ایک کمزور اور عاجز انسان کو خدائی کے تخت پر بٹھائے ہوئے ہیں اور واحد اور قادر و مقتدر خدا کی طرف ان کی کوئی توجہ نہیں۔ اگر وہ اس شرک کو مٹا دیں اور خدائے واحد کی طرف صدقِ دل کے ساتھ توجہ کریں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ آسمان سے فرشتے اُتر کر ان کی مدد کریں لیکن جب دعا کرتے وقت بھی ایک انسان کی طرف ہی بار بار نظر اُٹھ رہی ہو تو خدا کی برکتیں کس طرح نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے تو ان کا یہ سلوک ہے کہ وہ اس کی جائز حکومت سے اسے محروم کر رہے ہیں اور اپنے متعلق یہ خواہش رکھتے ہیں کہ ان کی حکومت ان کے پاس ہی رہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے یہ خدا کی حکومت خدا کو دیں پھر دیکھ لیں کہ جرمن کے ٹینک اور اس کے ہوائی جہاز آپ ہی آپ اُڑ جاتے ہیں یا نہیں اور خدا تعالیٰ کا قہر اسے کس طرح جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے اب تک ان سے اچھا سلوک کیا ہے یہ پہلے بھی مشرک تھے، یہ پہلے بھی ایک انسان کو خدا تسلیم کرتے تھے مگر پھر بھی خدا تعالیٰ نے ان کو حکومت دی اور باوجود اس کے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کو اس کے تخت سے اُتار کر ایک عاجز انسان کو اس کی جگہ بٹھایا خدا تعالیٰ انہیں دنیا میں ترقی دیتا رہا اور ابھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اور احمدیت اور دنیا کے فوائد اس بات کے متقاضی ہیں کہ ان کو اور مہلت مل جائے کیونکہ بہرحال جہاں تک ہماری نظر جاتی ہے (ہم نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ حالات کو بہتر جانتا ہے ممکن ہے خدا تعالیٰ کسی وقت جرمن والوں کے قلوب کو ہی درست کر کے انہیں نیک بادشاہ بنا دے لیکن اس وقت تک کا جو تجربہ ہے اس سے ظاہر ہے کہ جرمنی کی حکومت کے ماتحت اس کی غیر ملکی رعایا سُکھی نہیں) انگریز ان لوگوں میں سے ہیں جو اپنی رعایا سے بہتر سلوک کرتے ہیں۔ ابھی گزشتہ دنوں ایک کانگریسی اخبار نے ایک مضمون لکھا ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ اب وقت نہیں رہا کہ کانگریس برطانیہ کی مخالفت کرے کیونکہ اسے یاد رکھنا چاہئے کہ اس کی طاقت انگریزی بیونٹ[۲] کی حفاظت تلے ہے۔ یہ ایک ایسا اعتراف ہے جو خود دشمن نے کیا اور کہتے ہیں اَلْفَضْلُ مَاشَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ ایک کانگریسی اخبار کا یہ کہنا کہ کانگرس کی طاقت انگریزوں کے بیونٹس کی حفاظت کے سبب سے ہے بتاتا ہے کہ انگریزوں کا سلوک اپنی رعایا سے دوسری قوموں کے مقابلہ میں بہت بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان دنوں برطانیہ پر جو ابتلاء آیا ہؤا ہے اس کے متعلق چاہے ہنسیں، چاہے ٹھٹھا اور مذاق کریں، چاہے ہمیں پاگل اور مجنون سمجھیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ اُن آہوں کا نتیجہ ہے جو ۱۹۳۴ء، ۱۹۳۵ء اور ۱۹۳۶ء میں ہمارے دلوں سے بُلند ہوئیں۔ میرے اُس وقت کے خطبات چھپے ہوئے موجود ہیں ان کو نکال کر پڑھ لیا جائے مَیں نے متواتر ان خطبات میں کہا ہے کہ انگریز یہ مت خیال کریں کہ اُن کے پاس توپیں، فوجیں، ہوائی جہاز اور بم ہیں کیونکہ جس خدا پر ہمارا انحصار ہے اس کے مقابلہ میں ان چیزوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ انہوں نے اس وقت میری اس آواز پر کان نہ دھرا اور کہا اس کی کیا حیثیت ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی جماعت کا فرد ہے جسے جب چاہیں ہم تباہ کر سکتے ہیں اور جب چاہیں مار سکتے ہیں اور یہ نہ سمجھا کہ خدائی مذہب انسانوں کے قید ہونے یا انسانوں کے مارے جانے کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے۔ انسان مارے جاتے ہیں حتّٰی کہ بعض انبیاء بھی شہید ہوئے، انسان قید ہوتے ہیں حتّٰی کہ بعض انبیاء بھی قید ہوئے، انسان اپنے گھروں سے نکالے جاتے ہیں، حتّٰی کہ سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے گھر سے نکالے گئے مگر خدا تعالیٰ کی باتیں دنیا سے کبھی مٹ نہیں سکتیں۔ حکومتیں مٹا دی جاتی ہیں، سلطنتیں تباہ کر دی جاتی ہیں، مگر خدا تعالیٰ کا قول دنیا سے کبھی محو نہیں ہوتا۔ مجھے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی یہ بات بہت ہی پیاری معلوم ہوتی ہے جو انہوں نے لارڈ ولنگڈن سے ۱۹۳۵ء کی گرمیوں میں کہی جب کہ وہ ہندوستان کے وائسرائے تھے۔ انہوں نے کہا کہ سرایمرسن اپنے آپ کو بہت دُور اندیش خیال کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ احمدیہ جماعت بوجہ اپنی تنظیم کے اور ایک امام کے تابع ہونے کے برطانوی حکومت کیلئے ایک ممکن خطرہ ہے اور اس خیال سے وہ احمدیہ جماعت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ تاریخ سے قطعاً ناواقف معلوم ہوتے ہیں یا کم سے کم انہوں نے تاریخ کا صحیح طور پر مطالعہ نہیں کیا کیونکہ اگر وہ ایسا کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ جب کبھی کسی شاہنشاہیت نے کسی مذہب سے ٹکر لگائی ہے ہمیشہ نتیجہ یہ نکلا ہے کہ وہ امپائر تباہ ہوگئی ہے مگر مذہب تباہ نہیں ہؤا اور سچی بات یہی ہے کہ ایمپائرز جب مذاہب سے ٹکراتی ہیں وہ مٹ جاتی ہیں مگر خدا تعالیٰ کا قائم کیا ہؤا کوئی مذہب آج تک دنیا سے نہیں مٹا اور نہ مٹ سکتا ہے لیکن اس میں بھی کوئی شُبہ نہیں کہ ہمارے ساتھ جو کچھ کیا وہ بعض مقامی افسروں نے کیا تھا۔ حکومتِ برطانیہ اس کی بے شک بِالواسطہ ذمہ دار تھی مگر بلاواسطہ ذمہ دار نہیں تھی اور اس وجہ سے ضروری ہے کہ ہم حالات کو صحیح طور پر سمجھیں۔

جب جرمنی کے مقابلہ میں اتحادی فوجوں کو فلنڈرز (FLANDERS)[۳] میں پہلی شکست ہوئی تو اس وقت مَیں کراچی میں تھا مجھ پر اس خبر کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ رات کو میری نیند اُڑ گئی اور بے چینی اور اضطراب کی حالت میں مَیں نے اتحادیوں کی کامیابی کیلئے دعا کرنی شروع کر دی اور گھنٹوں دعا کرتا رہا۔ جب صبح ہونے کے قریب ہوئی تو اس وقت مجھے الہام ہؤا۔

''ہم الزام اُن کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا''

میں نے بعد میں سوچا کہ اس کا کیا مفہوم ہے۔ تو اس کا مطلب میری سمجھ میں یہ آیا کہ ابھی دو چار سال پہلے تو بہت سے احمدیوں کے دلوں سے حکومت کے خلاف آہیں نکل رہی تھیں اور اب ان کی کامیابی کیلئے دعائیں کر رہے ہو گویا اللہ تعالیٰ نے سمجھایا کہ ہماری جماعت کی طرف سے اس موقع پر جو بد دعائیں کی گئی تھیں وہ ضرورت سے زیادہ تھیں اور اس میں توازن کو ملحوظ نہیں رکھا گیا تھا۔ یعنی یہ نہیں دیکھا گیا کہ ظلم کتنا ہے اور آہیں کتنی بلند ہو رہی ہیں اور نہ یہ سوچا گیا کہ اگر یہ حکومت تہ و بالا ہوگئی تو اس کے بعد جو آئے گا وہ کیسا ہوگا۔ اچھا ہوگا یا بُرا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

''ہم الزام اُن کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا''

کہ الزام تو اُن پر دیا جاتا تھا مگر اب قصور خود جماعت کا نکل آیا کیونکہ گو انگریز حکام الزام کے نیچے تھے مگر اُن کا جُرم اتنا نہ تھا کہ اس کے نتیجہ میں اس قدر آہیں تمہارے دلوں سے نکلتیں جس قدر نکلیں اور اس قدر بد دعائیں کی جاتیں جس قدر بددُعائیں کی گئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس الہام کے ذریعہ یہ سبق دیا ہے کہ ہر بات میں توازن کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ میں تو اُس وقت بھی جماعت کو روکتا تھا اور بار بار کہتا تھا کہ یہ جھگڑا چند مقامی افسروں سے ہے حکومتِ برطانیہ سے اس جھگڑے کا کوئی تعلق نہیں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بارہ میں مَیں مجرم نہیں۔ مگر ذاتی طور پر مجھے معلوم ہے کہ جماعت کے بعض دوستوں نے انگریزوں کے خلاف بڑی بڑی بددُعائیں کی ہیں۔ پس اب اللہ تعالیٰ نے یہ حالات پیدا کر کے ہمیں ہی مجبور کیا کہ ہم ان کی کامیابی کیلئے دُعائیں کریں کیونکہ وہ خطرہ جو آنے والا ہے بہت زیادہ سخت ہے۔

انگریزوں کی مثال درحقیقت ایسی ہی ہے جیسے قرآن کریم میں آتا ہے کہ دو یتیم بچوں کا خزانہ ایک دیوار کے نیچے دبا ہؤا تھا۔ ایک مدت کے بعد وہ دیوار بوسیدہ ہو کر گرنے کے قریب ہوگئی۔ اب بظاہر دیوار کا گر جانا مفید تھا کیونکہ اس کے گر جانے سے خزانہ نکل سکتا تھا مگر

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی نے جب اس دیوار کو گرتے دیکھا تو پھر بنا دیا۔ اب دیوار کو دوبارہ کھڑا کر دینے کے معنی یہ تھے کہ وہ خزانہ پھر دَب جائے اور ظاہر نہ ہونے پائے پس حضرت موسیٰؑ اور ان کے ساتھی نے دیوار بنادی اور خزانہ کو پوشیدہ کر دیا کیونکہ جیسا کہ قرآن کریم سے ہی معلوم ہوتا ہے اس دیوار کے بنانے میں حکمت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا وہ خزانہ قبل از وقت ننگا نہ ہو جائے بلکہ اس وقت تک دَبا رہے جب تک لڑکے اپنی جوانی کو نہیں پہنچتے تا کہ جب وہ جوان ہو جائیں تو وہی اس خزانہ پر قابض ہوں کوئی دوسرا اس پر قبضہ نہ جمالے۔ اسی طرح بظاہر حالات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انگریز اور فرانسیسی وہ دیوار ہیں جس کے نیچے احمدیت کی حکومت کا خزانہ مدفون ہے اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ دیوار اُس وقت تک قائم رہے جب تک خزانہ کے اصل حقدار جوان نہیں ہو جاتے۔ ابھی احمدیت چونکہ بالغ نہیں ہوئی اور بالغ نہ ہونے کی وجہ سے وہ اس خزانہ پر قبضہ نہیں کر سکتی اس لئے اگر اس وقت یہ دیوار گر جائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ دوسرے لوگ اس پر قبضہ جمالیں گے۔

پس اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم پھر ایسی دیوار کو بنا دیں تا جب احمدیت اپنی بلوغتِ کاملہ کو پہنچ جائے تو اس وقت وہ اس خزانہ کو سنبھال لے۔ دنیا داروں کی نگاہ میں بے شک یہ عجیب بات ہے مگر جو بات خدا تعالیٰ کے حضور مقدر ہے وہ عجیب نہیں اور وہی طبعی اور حقیقی فیصلہ ہے۔

پس اس وقت اتحادیوں کا ضُعف احمدیت اور اسلام کے لئے بظاہر خطرناک ہے۔ یوں اللہ تعالیٰ چاہے تو دلوں کو بدل بھی سکتا ہے۔ ہلاکو خان نے بغداد کو فتح کیا تھا مگر اسی کی اولاد بعد میں مسلمان ہوگئی۔ اسی طرح کیا تعجب ہے کہ ہٹلر پہلے دنیا کو فتح کرے اور پھر اللہ تعالیٰ اُسے مسلمان بنا دے۔ لیکن مؤمن کا انحصار خیالی باتوں پر نہیں ہوتا بلکہ ظاہری حالات پر ہوتا ہے۔ باقی اگر خدا تعالیٰ ہمیں بتا دے کہ تمہارا اسی میں فائدہ ہے تو ہم انگریزوں اور فرانسیسیوں کی ذرّہ بھی پروا نہ کریں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں کوئی ایسا علم نہیں دیا گیا اور ظاہری حالات کی رُو سے اس وقت اسلام اور احمدیت کا فائدہ انگریزوں کی فتح میں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ جنگ میں انگریزوں کو فتح دے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنت کی اتباع میں اور اس وجہ سے کہ جہاں تک ہماری عقل کام کرتی ہے ہمیں انگریزوں کی فتح میں ہی فائدہ دکھائی دیتا ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم انگریزوں کی کامیابی کیلئے دعا کریں۔

مجھے خدا تعالیٰ نے اس جنگ کے متعلق بہت سی باتیں بتائی ہیں اور تواتر اور تسلسل کے ساتھ

پچھلے چھ ماہ میں اس جنگ کے حالات مجھ پر ظاہر کئے ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اب وہ باتیں پوری ہو رہی ہیں بعض باتیں چونکہ ایسی ہوتی ہیں جن کا قبل از وقت شائع کرنا مناسب نہیں ہوتا اس لئے میں نے چند دوستوں کو وہ خوابیں سنا دی ہیں تا کہ وقت پر وہ ان خوابوں کے پورا ہونے کے گواہ رہیں۔

اب بھی مَیں سفر سے واپسی پر ریل میں آ رہا تھا کہ مَیں نے پھر دعا کرنی شروع کر دی۔ دعا کرتے کرتے چند سیکنڈ کیلئے غنودگی کا ایک جھٹکا آیا جیسا کہ الہام کے وقت غنودگی آتی ہے۔ کشفی حالت میں ایک بادشاہ میرے سامنے سے گزارا گیا پھر الہام ہؤا ''ایب ڈی کیٹڈ (ABDICATED)''[۴] مَیں اس کی تعبیر یہ سمجھتا ہوں کہ یا تو کوئی بادشاہ ہے جو اس جنگ میں معزول کیا جائے گا یا کسی معزول بادشاہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ دوبارہ دنیا میں کوئی تغیر پیدا کرے گا۔

اسی طرح انگلستان پر جرمن حملہ کی اللہ تعالیٰ نے مجھے قبل از وقت خبر دے دی تھی۔ یہ عجیب بات ہے کہ آج حکومتِ برطانیہ کے وزراء یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ اس سے پہلے انگلستان پر حملہ بالکل ناممکن سمجھتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے کئی ماہ پہلے مجھے یہ خبر دے دی تھی۔ چنانچہ ابھی انگلستان پر حملے کا کسی کو وہم وگمان بھی نہ تھا کہ مَیں نے رؤیا میں دیکھا انگلستان ایسے خطرہ میں گھر گیا ہے کہ قریب ہے وہ جرمن کا غلام ملک ہو جائے اور اس نے اس خطرہ کی حالت میں بعض دوسرے ملکوں سے امداد کی درخواست کی ہے۔ ان دنوں مَیں دھرم سالہ میں تھا اور ابھی جنگ شروع بھی نہیں ہوئی تھی۔ عزیزم مظفر احمد بھی ان دنوں وہیں تھے اور مَیں نے انہیں اور بعض دوسرے دوستوں کو یہ خواب سنا دی تھی۔ غالباً جولائی یا اگست کے مہینہ کی یہ بات ہے اور ستمبر میں لڑائی شروع ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان امور کے متعلق مجھ پر بہت سے انکشافات کئے ہیں لیکن ان کی تشریحات مَیں مناسب نہیں سمجھتا مگر باوجود ان تمام باتوں کے میرا قلب محسوس کرتا ہے کہ انگلستان کی بھلائی میں ہماری بھلائی ہے کیونکہ رؤیا میں مَیں نے جب بھی انگلستان کو مشکلات میں مبتلاء دیکھا ہے مَیں نے یہی کوشش کی ہے کہ انگریزوں کے علاقہ میں چلا جاؤں۔ پس میں سمجھتا ہوں اس قوم سے ابھی ہماری قوم کے فوائد وابستہ ہیں اور اس لحاظ سے ان کی فتح ہی ہمارے لئے مفید ہے اور مجھے تو یقینِ کامل ہے کہ اگر یہ سچے طور پر توحید کا اقرار کر کے مجھ سے دعا کی درخواست کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی فتح کے سامان پیدا کر دے گا لیکن ابھی انہیں اپنی طاقت پر بہت گھمنڈ ہے اور ان کے لئے یہ ماننا سخت مشکل ہے کہ قادیان میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی کی دعا سے ہٹلر کی فوجیں بھاگ سکتی

ہیں۔تاہم ان کی کامیابی کیلئے ہم دعا ہی کرتے ہیں گو یہ دعا ویسی نہیں ہوسکتی جیسی وہ دعا جس کے لئے وہ خود درخواست کریں کیونکہ موجودہ صورت تو ایسی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گویا انہیں ہماری دعاؤں کی احتیاج نہیں لیکن اگر وہ توحید کا اقرار کر کے ہم سے دعا کی درخواست کریں تو پھر وہ دعا ایسی ہی ہوگی جیسے دعائے مباہلہ ہوتی ہے اور جو سیدھی اپنے نشانہ پر پہنچتی ہے۔اگر وہ ایسا کریں تو یقیناً ان کی تکلیف کے دن دور ہو سکتے ہیں۔ان مختصر نصائح کے بعد مَیں دعا کرتا ہوں دوستوں کو بھی چاہئے کہ وہ اس دعا میں شامل ہوں اور وہ یاد رکھیں کہ اس وقت انگریزوں یا فرانسیسیوں کا سوال نہیں بلکہ جہاں تک ہمارا علم ہے اور جہاں تک ہماری عقل کام کرتی ہے اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کی آزادی، حُریّتِ ضمیر اور حُریّتِ عمل کا سوال ہے۔پس نہایت ہی درد اور کرب کے ساتھ دعا کرو اس شخص سے بھی زیادہ درد اور کرب کے ساتھ جس کا بیٹا یا باپ یا بھائی یا کوئی اور عزیز رشتہ دار مر رہا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہا ہو جو درد ایسے شخص کے دل میں پیدا ہوتا ہے اس سے بھی زیادہ درد اس وقت تمہارے دل میں پیدا ہونا چاہئے اور اسی درد اور کرب کے ساتھ تمہیں دعا کرنی چاہئے کیونکہ معاملہ معمولی نہیں بلکہ بہت ہی خطرناک ہے۔

اس کے بعد حضور نے حاضرین سمیت لمبی دعا فرمائی۔

(الفضل ۴؍جون ۱۹۴۰ء)

---

۱ بخاری کتاب الجمعة باب السَّاعة التی فی یوم الجمعة

۲ بیونٹ (BAYONET) رائفل کے سامنے کا خنجر

۳ فلینڈرز FLANDERS۔نشیبستان (ہالینڈ، بیلجیئم، لکسمبرگ) کا سابق ضلع۔ اب بیلجیئم اور فرانس میں بٹا ہؤا ہے۔ بیلجمی فلینڈرز کے باشندوں کی اکثریت فلیمی زبان بولتی ہے۔ ۱۷۹۷ء میں فرانس سے الحاق ہؤا۔ ۱۸۱۵ء میں اسے ہالینڈ کے حوالے کیا گیا۔۱۸۳۰ء میں بیلجیئم کا حصہ بنا اور دو صوبوں میں بٹا۔ دوسری عالمی جنگ میں فلینڈرز کی لڑائی ہالینڈ و بیلجیئم پر جرمن فوجوں کے حملے سے شروع ہوئی۔

(اُردو جامع انسائیکلوپیڈیا جلد۲ صفحہ ۱۱۰۲۔مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء)

۴ ABDICATE: تخت سے دستبردار ہونا